یا اللہ مدد

اصلی کلمہ اسلام آئین تحفظ ختم نبوت زندہ باد

شانِ رسالت زندہ باد

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ط

خلافتِ راشدہ حق چار یار

نظام خلافتِ راشدہ زندہ باد

عظمتِ صحابہ رض

اور

حضرتِ مدنی رح

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم

بانی تحریک اہل السنت والجماعت پاکستان

ناشر

خادم اہلسنت فیض الرحمٰن

ناظم سُنّی دار الاشاعت مسجد مدنیہ مرکزیہ مدرسہ اظہار الاسلام مدنی روڈ چکوال

شعبان ۱۳۹۳ھ مطابق ستمبر ۱۹۷۳ء

ہفت روزہ "ترجمان حق" بنوں کے عظیم مدنی نمبر کے لئے جناب مولانا حضرت گل صاحب مدیر اعلیٰ زید مجدھم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں بھی حضرت اقدس مولانا المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حالات لکھوں۔ لیکن شیخ العرب والعجم حضرت المدنی قدس سرہٗ جیسی عظیم شخصیت کی مبارک زندگی کے کسی پہلو پر بھی بندہ اپنے اندر اہلیت اور ہمت نہیں پاتا۔ حضرت کو حق تعالیٰ نے علمی و عملی کمالات کی جو جامعیت فرمائی تھی۔ اس کی نظیر غالباً شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا قدس سرہٗ کے بعد اس صدی میں نہیں پائی جاتی۔ اور اس حقیقت کو متعدد اکابر نے بیان فرمایا ہے ؎

عظمتِ صحابہؓ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت لاہوریؒ

"قطب زماں مفسر قرآن حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے کئی بار اس طرح فرمایا کہ "مجھے اللہ تعالیٰ نے ۱۴ مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری نصیب فرمائی ہے اور وہاں روئے زمین کے اولیاء اللہ جمع ہوتے ہیں لیکن میں نے ان چودہ سالوں میں حضرت مدنی جیسا کوئی بزرگ نہیں دیکھا۔"

علامہ عثمانیؒ

"بروایت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ "اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں میرے علم میں بسیط ارض پر شریعت و طریقت کا حضرت مدنی سے بڑا آدمی کوئی عالم موجود نہیں۔" (الجمعیت دہلی)

(شیخ الاسلام نمبر ص۲۵) جس سال راقم الحروف دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھا۔ ایک مرتبہ دارالعلوم کی مسجد میں ایک خصوصی اجلاس ہوا۔ جسمیں حضرت مدنی، علامہ عثمانی اور دیگر اساتذہ کرام بھی موجود تھے۔ اجلاس کی صدارت کے متعلق رائے پیش ہوئی۔ تو حضرت مدنی نے فرمایا کہ میں تو صرف صدر المدرسین ہوں۔ اس پر علامہ عثمانیؒ نے فرمایا کہ حضرت آپ تو صدر علی الاطلاق ہیں۔ اور پھر یہ پڑھا۔ ع

الصدر من یلق الخطوب بصدرہٖ

"یعنی مدردہ ہے جو اپنے سینہ سے مصائب کا مقابلہ کرتا ہے۔"

روایت حضرت خیر محمد صاحب جالندہری

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ارشد حضرت مولانا محمد حسن صاحب بانی جامعہ اشرفیہ لاہور رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے یہ بیان فرمایا تھا کہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندہری (بانی مدرسہ خیر المدارس ملتان) اس بات کے راوی ہیں کہ جب وہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی کے مرض الموت میں بیمار پرسی کے لئے گئے اور وہاں حضرت مدنی اور علامہ عثمانی کے سیاسی اختلاف کا تذکرہ ہوا تو مولانا عثمانی نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے اپنے اخلاص میں تو شک ہو سکتا ہے لیکن مولانا مدنی کے اخلاص میں مجھے کوئی شبہ نہیں ہے۔" اور حضرت مدنی کے علمی مقام کا اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے تقریباً ۱۴ سال تک مدینہ منورہ مسجد نبوی میں درس دیا۔ اور شیخ الحرم کے لقب سے مشہور ہوئے۔

شیخ الہندؒ

شیخ الاسلام نمبر میں لکھا ہے:

"ایک روز حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الہند سے عرض کیا۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب کو حجاز سے آپ یہاں بلالیں تو بہتر ہے۔ وہ دار العلوم کے اہل ہیں اور دار العلوم کو ان کی ضرورت ہے۔ وہاں ان کی جگہ پر کسی دوسرے صاحب کو متعین فرما دیجئے۔ حضرت شیخ الہند نے معمولی سکوت کے بعد فرمایا:

"محمد انور! تم جانتے ہو۔ حسین احمد وہاں بہت اہم امور انجام دے رہے ہیں۔ حجاز کے مشہور شافعی، مالکی اور

حنبلی علماء آتے ہیں۔ اور شریکِ درس ہوتے ہیں جن کا مقصد صرف امام اعظم علیہ الرحمۃ اور ان کے مسلک پر اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ حسین احمد مناسب جواب دیتا ہے۔ اور کسی کے بس کی بات نہیں جو اتنا بڑا کام انجام دے سکے۔ انہیں وہیں رہنے دو۔"

بعدازاں جب علامہ سید انور شاہ صاحب کے جانے کی وجہ سے دار العلوم دیوبند میں شدید ضرورت محسوس کی گئی۔ تو حضرت مدنی کو مدینہ منورہ سے جدا ہونا پڑا۔ اور پھر تقریباً ۳۵ سال دار العلوم دیوبند کی مسندِ حدیث پر فائز رہے۔ اور ہزاروں تشنگانِ علم و معرفت کو اپنے علمی اور روحانی فیوضات سے بہرہ ور فرمایا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

حضرت امیر تبلیغؒ

بروایت حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی حضرت مدنی کے متعلق (امیر تبلیغ) حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو قلبی تعلق حضرت مدنی کے ساتھ تھا۔ وہ اپنی آپ ہی نظیر تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر یہ تبلیغی کام کی رکاوٹ نہ ہوتی تو حضرت مدنی سے بیعت کر لیتا۔ اور ان کے کام میں شریک ہو جاتا۔ اور اگر کسی وقت کسی وجہ سے یہ تبلیغی کام چھوٹ گیا۔ تو پھر حضرت مدنی کے ساتھ مل کر کام کرونگا۔ (شیخ الاسلام نمبر ص۲۶)

حضرت تھانوی

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے فرمایا کہ "ایک مرتبہ حضرت ممدوح (یعنی حضرت تھانوی) علیہ الرحمۃ کی مجلس خیر و برکت تحریکاتِ وقت کا ذکر چھڑا۔ ایک صاحب نے حضرت مدنی کے

کسی مجاہدانہ عمل کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت! آپ کا اس پر دخل نہیں"۔
فرمایا "بھائی! میں ان جیسی (مولانا مدنی جیسی) ہمت مردانہ کہاں سے لاؤں"۔
مجھ سے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ میں مولانا حسین احمد کو ان کے
سیاسی کاموں میں مخلص اور متدین جانتا ہوں۔ البتہ مجھے ان سے حجت کے ساتھ
اختلاف ہے۔ اگر وہ حجت دفع ہو جائے تو میں ان کے ماتحت ایک ادنے
سپاہی بن کر کام کرنے کے لئے تیار ہوں"۔

(مقدمہ مکتوبات شیخ الاسلام جلد اوّل صہ ۲)

حضرت رائپوری

قطب العالم حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا،
"بھائی! حضرت شیخ مدنی کا ذکر کیا پوچھتے ہو۔ پہلے تو ہم یوں
ہی سمجھتے رہے۔ مگر وقت کی نزاکتوں اور ہنگامہ آرائیوں میں
جب ہم نے اس مرد مجاہد کو آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ تو جہاں شیخ
مدنی کے قدم تھے وہاں اپنا سر پڑا دیکھا۔ ابھی حضرت اس وقت
ہر دو منصب پر فائز المرام ہیں۔ اور ملک وملت کی خاطر باطل
کے مقابلہ میں حق کا دامن تھام کر جس مردانہ وار صورت میں
استقامت اور استقلال کے ساتھ قربانیاں پیش فرما رہے ہیں۔
یہ شانِ حسینیت کا مظاہرہ ہے"۔

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد اوّل صہ ۲۸)

جامعیت کا معیار

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو اعلیٰ اور افضل بنایا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سید الاولین والآخرین

اور امام الانبیاء والمرسلین ہیں۔ حضور اللہ تعالیٰ کی صفات کے کائنات میں مظہر اتم ہیں۔ کمالاتِ نبوت میں آفتابِ رسالت ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں سراجاً مُّنیراً فرمایا گیا ہے۔ حضورؐ ہر پہلو سے خاتم النبیین ہیں۔ مراتب و کمالاتِ نبوت بھی آپ پر ختم ہوتے ہیں۔ اور سلسلہ نبوت بھی آپ پر ختم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں پیدا ہوگا۔ اور اگر اس اُمت ہی سے کوئی شخص نبوتِ رسالت کا دعوےٰ کرے تو وہ بالاتفاق کافر ہے۔ اور اس کو نبی یا مجدد ماننے والے بھی قطعی کافر ہیں۔ البتہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت کی بنا پر اُمت محمدیہ میں کاملین پیدا ہوتے رہیں گے اور محبت خداوندی کا حصول بھی اتباع نبوی پر موقوف ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرینگے)۔

دُوسری جگہ ارشاد فرمایا: ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا۔ اس نے اللہ کی اطاعت کرلی"۔ سورۃ الاحزاب میں فرمایا: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃٌ (بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں پیروی کے لئے ایک بہترین نمونہ موجود ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ بلا اطاعت محبت کی حیثیت نہیں۔ اور بلا محبت اطاعت مقبول نہیں۔ لہذا اہل ایمان کے لئے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت ہے محبت اس درجہ کی ہو کہ تمام مخلوق کی محبتیں محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے مغلوب ہو جائیں۔ اس محبت کو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح واضح فرمایا ہے:

لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین (تم میں سے اس وقت تک کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا۔

جب تک کہ میں اس کو اس کے ماں باپ اور اس کی اولاد اور عام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں)

محبتِ رسولؐ کی اقسام

حضرت سیدنا المدنی رحمۃ اللہ علیہ نے درس بخاری میں مذکورہ حدیث کے تحت ارشاد فرمایا تھا کہ :

" یہاں پر یہ اشکال پڑتا ہے کہ تکلیفات امورِ اختیاریہ میں ہوتی ہیں اور محبت اختیاری نہیں ہے لہٰذا اس پر تکلیف کیسی ؟ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا (پھر حضرت نے اس کا یہ جواب دیا کہ)

ا - یہاں محبت سے مراد محبتِ طبعیہ نہیں ہے جو عبارت ہے میلانِ القلب الی شیئ (یعنی کسی چیز کی طرف قلب کا میلان ہو جانا) ۔ بلکہ یہاں محبت عملیہ مراد ہے جس میں آدمی اپنا نفع و نقصان سوچ لے تو مراد یہ ہوگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سب سے زیادہ کی جائے ۔ اور اطاعت رسول کو سب پر مقدم سمجھے ۔ کیونکہ عقل سب سے زیادہ نافع چیز مقدم سمجھتی ہے) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ کی اطاعت میں جتنا نفع ہے ۔ اتنا کسی کی اطاعت میں نہیں ہے ۔ تو محبت کنایہ ہے اطاعت اور فرمانبرداری سے جیسے فرمایا : لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ (یعنی تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا ۔ جب تک کہ اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کی تابع نہ ہو جائے) تو مومن کو بھی بلا چون وچرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے ۔

(۲) اور ہو سکتا ہے کہ یہاں محبت ایمانی مراد لی جائے ۔ یعنی ایمان کی وجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت پیدا ہوتی ہے وہ سب کے اُوپر غالب آجائے۔ اسی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجلال ہوگی۔

(۳) مراد یہاں پر محبت طبعی ہے۔ اس پر یہ اشکال پڑتا ہے کہ طبعی محبت موقوف ہے اطلاع پر۔ اگر ہم کسی شخص کو جانتے ہیں کہ ہمارا بھائی وغیرہ ہے تو طبیعت کا خود بخود میلان ہوتا ہے۔ شیر کو اگر شیر جانو تو خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو گدھا جانو تو خوف نہیں ہوگا۔ محبت طبعی کے اسباب عالم میں چار پائے جاتے ہیں :

۱۔ جمال (۲) کمال (۳) احسان (۴) قرب

جمال کی بنا پر محبت ہونا تو ظاہر اور کھلی ہوئی چیز ہے۔ حتیٰ کہ حیوانات میں بھی یہ چیز پائی جاتی ہے۔۔۔۔۔ پروانے کو شمع پر اور بلبل کو گل پر جمال ہی کی بنا پر محبت ہوتی ہے اور جمال دو قسم کا ہے۔ جمال جسمانی اور جمال رُوحانی اور کمال بھی سبب محبت ہے ع

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

اسی طرح احسان سبب محبّت بنتا ہے کہا جاتا ہے الانسان عبد الاحسان (انسان احسان کا بندہ ہوتا ہے) اور قرب جسمانی بھی سبب محبت ہے۔ خواہ دونوں ایک دوسرے کے ٹکڑے ہوں۔ یا دونوں کسی تیسرے کے ٹکڑے ہوں۔ قرب بھی دونوں قسم کا ہے جسمانی اور رُوحانی۔ ماں باپ بیٹے اور بھائیوں کی محبت قرب جسمانی کی بنا پر ہے۔ اور مرید و مرشد کا تعلّق قرب رُوحانی کی بنا پر ہوتا ہے۔ بہرحال یہ چاروں اسباب محبت ہیں۔ اگر کسی میں یہ چاروں اسباب پائے جائیں تو اس سے تو کامل درجے کی محبت ہوگی۔

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ان چاروں کے اندر

بعد خدائے تعالیٰ کے سب سے بڑھا ہوا ہے۔ آپ کا جمالِ جسمانی کامل واکمل درجے کا تھا۔

روایت ہے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ چاند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زیادہ روشن وخوب صورت تھا۔ نیز ایک صحابی فرماتے ہیں: کانّا الشمس تجری فی وجھہ (گویا کہ سورج آپ کے چہرہ میں چلتا تھا) ایک صحابی سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کیسا تھا؟ أکان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل السیف قال لابل مثل القمر (کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مثلِ تلوار کے تھا؟ تو فرمایا۔ نہیں بلکہ مثل چاند کے تھا) شرح شفاء میں قاضی عیاضؒ نے ایک روایت حضرت عائشہؓ سے کی ہے کہ جب مجھ کو اندھیری رات میں سوئی میں تاگا ڈالنے کی ضرورت ہوتی تو آپ کے چہرۂ انور کے پاس جا کر سوئی میں تاگا ڈال دیتی تھی۔ باقی جمالِ رُوحانی بھی آپ میں اکمل درجے کا تھا۔ اور کمال بھی سب سے زیادہ تھا اور احسان دُنیوی یا دینی بھی ہم پر بہت زیادہ ہے۔ دُنیوی احسان جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے۔ کہ عرب جہالت وفقر وغیرہ دیگر کمزوریوں میں پڑے ہوئے تھے۔ حضور نے ان کو تاج وتخت کا مالک بنا دیا۔ اور آخرت کا احسان آخرت میں نجات من غضب اللہ اور من النار ہے اگرچہ اس کا مشاہدہ ہم نے نہیں کیا۔ لیکن اس پر قرائن پائے جاتے ہیں۔ اور قرب جسمانی گو بہت دُور ہے لیکن قرب رُوحانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ ہے۔ النبیّ اولیٰ بالمومنین من انفسھم۔ میں اولیٰ سے مراد اقرب باعتبار رُوحانیت کے ہیں۔ نیز فرمایا: ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن۔ اس میں بتلایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، ہونے کی وجہ سے تمام اُمّت

کے لئے آپ کی ابوّت رُوحانی ہے اور ختم نبیین سے آپ کی ابوّت رُوحانی ہے
تمام انبیاء کے اعتبار سے۔ نیز فرمایا گیا۔ انما انا قاسم واللہ یعطی (بیشک
میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور اللہ مجھے دیتا ہے) یہاں قاسم کا مفعول لغرض
تعمیم نہیں ذکر کیا گیا۔ لہذا قاسم سے مراد قاسم کل کمال ہوگا۔ صوفیائے کرام
کہتے ہیں۔ کہ حقیقت محمدیہ استفادہ کرتی ہے وجود و دیگر کمالات کو ذات
باری تعالیٰ سے اور باقی تمام مخلوق استفادہ کرتی ہے آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے حتی الوجود اور واسطہ ذاتی اور دیگر مخلوق استفادہ کرتی ہے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حتیٰ الوجود اور واسطہ ذاتی اور دیگر مخلوق
کے حقیقت محمدیہ ہے۔ اور یہی ان کے نزدیک عقل اوّل ہے تو ان چاروں
اسباب کا بطریق اکمل جب حضور کی ذات میں تحقق ہے۔ تو محبت
طبعی بھی زیادہ ہوگی۔ لیکن جب تک حضور کے یہ چاروں اسباب کاملہ
ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ ہم میں محبّت پیدا نہیں ہوتی۔ اور جب
ان امور کا ہم پر انکشاف ہوجاتا ہے۔ اور حجاب زائل ہوجاتا ہے تو
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ محبت بلکہ عشق تک
نوبت پہنچ جاتی ہے۔

عشقِ صحابہ رضؓ

اسی سلسلۂ محبت میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :-

خود صحابہ کرام کا عشق اور ان کی فدائیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پر اس چیز پر عظیم الشان دلیل ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ قوم کوئی
متحدہ قوم نہ تھی۔ لیکن اس ۲۳ سال کے قلیل زمانۂ نبوت میں صحابۂ کرام
کے قلوب میں حضورؐ کا عشق کمال درجے کا پیدا ہوگیا تھا اور حضورؐ کے
وصال کے بعد بھی جب تک جسم میں جان باقی رہی۔ تو آپ پر پروانہ وار نثار

رہے۔ حضرت حسن بصریؒ سے صحابہ کی حالت تعلق بالرسول پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ اگر تم صحابہ کرام کی حالت کو دیکھتے تو تم ان کو دیوانہ سمجھتے۔ اور اگر صحابہ تمہاری حالت کو دیکھتے تو وہ تم کو زندیق و ملحد سمجھتے۔ اور صحابہ کو اس قدر شغف اور محبت اس بنا پر تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں محبت کے اسباب اکمل طور پر موجود تھے۔ جو محبت مجنوں کو لیلیٰ سے اور شیریں کو فرہاد سے اور پروانہ کو شمع سے ہوتی ہے اس سے زیادہ محبت حضرات صحابہ کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ جس پر صحابہ کی زندگیاں شاہد ہیں۔ اور یہ قاعدہ ہے۔ کہ جب کسی سے محبت ہو تو محبوب کے طریقے کو اختیار کیا جاتا ہے۔ اس لئے صحابہ کرام کامل طور پر متبع سنت تھے۔ جو لوگ آجکل شکل تو کرزہ کی بناتے ہیں۔ لباس اغیار کا پہنتے ہیں اور باوجود اس کے کہتے ہیں کہ ہم کو حضورؐ سے محبت ہے یہ لوگ جھوٹے ہیں۔

(درس حضرت مدنی)

مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی کی عظیم کسوٹی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں اس درجہ کاملیت اور فنائیت نصیب ہوئی تھی کہ حضورؐ نے ان کو باقی اُمت کے لئے معیارِ حق قرار دیا اور ان کے طریقے کی پیروی کو اپنے طریقہ مقدسہ کی پیروی کے لئے واسطہ بنا دیا۔ چنانچہ ایک مہتم بالشان عظیم القدر پیش گوئی میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :-

تفترق اُمتی علیٰ ثلٰثٍ و سبعین ملۃً کلھم فی النار الا ملۃً واحدۃً قالوا من ھی یا رسول اللہ قال انا علیہ واصحابی

(مشکوٰۃ شریف)

"یعنی میری اُمت ۷۳ گروہ میں تقسیم ہو جائے گی۔ جن میں سے سوائے ایک گروہ کے باقی سب جہنم میں جائیں گے۔"
اصحاب نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ تو فرمایا "جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے۔"
اس حدیث کی تشریح میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"۷۳ فرقوں میں سے ہر فرقہ اتباعِ شریعت کا مدعی ہے اور اپنی نجات پر جزم رکھتا ہے۔ (ہر جماعت اپنے کردار پر خوش ہے) لیکن وہ دلیل جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان متعدد فرقوں میں سے ایک نجات پانے والے فرقہ کی پہچان کے لئے دی ہے۔ یہ ہے:

اَلَّذِیْنَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ

یعنی فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو میرے طریقہ پر اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے۔ اور صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کافی ہونے کے باوجود اس مقام پر اصحاب کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے تاکہ لوگ جان لیں کہ اصحاب کا طریقہ میرا ہی طریقہ ہے۔ اور نجات کا راستہ ان کی پیروی کے ساتھ وابستہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ من یطع الرّسول فقد اطاع اللّٰہ (جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کی پیروی کی) پس اطاعتِ رسول بالکل اطاعتِ حق ہے۔ اور اطاعت رسول نہ کرنا عین اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سرور کائنات صلے

اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی پیروی کو لازم پکڑے والے اہل سنت والجماعت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔
پس اہل سنت ہی نجات پانے والا فرقہ ہے۔ کیونکہ اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر جو لوگ طعن کرتے ہیں وہ ان کی پیروی سے محروم ہیں۔ اور اصحاب پر طعن کرنا دراصل پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنا ہے۔ جس نے اصحاب کی عزت نہ کی وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لایا۔ اور نیز جو شریعت قرآن وحدیث کے ذریعہ سے ہم تک پہنچی ہے۔ وہ صحابہ کرام کے پہنچانے کی وجہ سے ہے۔ تو جب وہ قابلِ طعن ہو جائیں تو جو انہوں نے پہنچایا ہے۔ بلکہ تمام اصحاب عدالت، سچائی اور تبلیغ میں برابر ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک پر طعن کرنے سے دین پر طعن کرنا لازم آئے گا۔ العیاذ باللہ

(مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول)

اہلِ سُنّت اور حضرت مدنی رح

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیش گوئی کی بنا پر فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہیں۔ لیکن باوجود حقانیت اور اکثریت کے عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان میں بہت ہی زیادہ کمزور اور بے وقار ہیں۔ ان کا کوئی جماعتی وجود نہیں ہے۔ نہ اہلِ اقتدار سوادِ اعظم کے حقوق کا تحفظ کرتے ہیں اور نہ ہی حزبِ اختلاف کو اہل سنت کا لحاظ ہے۔ حالانکہ اسلام کا تحفظ سوائے اہل سنت والجماعت کے کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اللہ کا نازل کردہ اسلام سنت رسول اور اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہی اُمت

کو پہنچا ہے۔ اور جو فرقے مثلاً پرویزی اور چکڑالوی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت نہیں مانتے۔ وہ بھی اسلام کا تحفظ نہیں کر سکے۔ اور جو سنتِ رسول کو تو مانتے ہیں۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معیار حق اور دین میں حجت نہیں مانتے۔ وہ بھی تحفظِ اسلام کا ذریعہ نہیں بن سکے۔ مثلاً خارجی، رافضی اور مودودی۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمانانِ اہل سنت بیدار ہوں اور منظم ہو کر سنت اور صحابہ کا علم بلند کر کے غلبۂ اسلام کا ذریعہ بنیں۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو پاکستان کے سُنی مسلمانوں کا کتنا احساس تھا۔ اور سوادِ اعظم سے کتنی ہمدردی اور خیر خواہی کا تعلق تھا۔ اس کا اندازہ حضرت کے حسب ذیل مکتوب گرامی سے لگایا جا سکتا ہے۔ جس میں ایک صاحب کے جواب میں تحریر فرمایا ہے:

> "مسلمانانِ پاکستان جو کہ اہل سنت والجماعت ہیں ہمارے بھائی ہیں۔ ان سے ہمارے تعلقات وہی ہونے چاہئیں۔ جو ساری دنیا کے سُنی مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اور جن کی تائید ہم کو کتبِ مذہب میں کی گئی ہے۔ ...... ہمیشہ سُنی مسلمانوں کے لئے دُعا کرنا ضروری ہے .... ہاں وہاں کے (یعنی پاکستان کے) سُنی مسلمانوں کے ساتھ ہماری پوری ہمدردی از بس ضروری ہے۔"
>
> (مکتوبات شیخ الاسلام جلد دوم مکتوب نمبر ۸۵)

سُنّتِ رسُول اور حضرت مدنیؒ

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی میں بلی جُز ما انا علیہ راہِ جنت کا نشان ہے اور ما انا علیہ ہی کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔ سنت ہی سے قرآن کے احکام

مقدسہ پر عمل کہا جا سکتا ہے۔ اتباع سنت ہی قرب و رضائے خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اور مذہب اہل سنت والجماعت میں بھی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین معیار قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامعیت کے اعتبار سے اتباع سنت ہی میں فنا تھے اور اپنے مریدین وتلامذہ کو اتباعِ سنت ہی کی تاکید فرماتے تھے۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں سنت کی عظمت واہمیت ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

" اتباع سنت کا ہمیشہ خیال رکھئے۔ یہی کمال ہے یہی مطلوب ہے۔ یہی رضائے الٰہی کا موجب ہے "

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد اوّل مکتوب نمبر ۱۵۸)

محبّت نبوی

چونکہ رسولِ اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعتِ کاملہ بغیر محبت کاملہ کے نصیب نہیں ہو سکتی۔ اور گذشتہ صفحات میں احکامِ محبّت نبوی پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ کا محققانہ تبصرہ درج ہو چکا ہے۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد اُمت میں جو امام، اولیاء گزرے ہیں۔ ان کی رفعت مقام کی بنیاد محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص محبت ہی ہے۔ اور ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ گو اپنے احوال کا بہت زیادہ اخفاء فرماتے تھے۔ لیکن آپ کی زندگی گواہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے آپ کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا ایک وافر حصّہ عطا فرمایا تھا حضرت کے مکاتیب مبارکہ میں بھی اس کی جھلک پائی جاتی ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کو زیارتِ مدینہ کے سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

" مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی زیارت اور آپ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہیئے۔ آپ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مومنین و شہداء کو حاصل ہے۔ بلکہ جسمانی بھی ہے۔ اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔ آپ سے توسل نہ صرف وجود ظاہری کے زمانہ میں کیا جاتا تھا۔ بلکہ اس برزخی وجود میں بھی کیا جاتا ہے۔ محبوب حقیقی تک وصال اور اس کی رضا صرف آپ ہی کے ذریعہ سے اور وسیلہ سے ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے میرے نزدیک یہی ہے کہ حج سے پہلے مدینہ منورہ جانا چاہیئے۔ اور آپ کے توسل سے نعمت قبولیت حج وعمرہ کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مسجد کی نیت خواہ تبعاً کر لی جائے۔ مگر اولی یہی ہے کہ صرف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی خاص نیت کی جائے۔ تاکہ لا تحملہ الا زیارتی والی روایت پر عمل ہو جائے۔"

ایک خاص کرامت

اولیاء اللہ کو حسّی اور معنوی دونوں قسم کی کرامتیں عطا کی جاتی ہیں لیکن معنوی کرامت (محبّت و اتباع سنت) کا درجہ حسّی ظاہری کرامت سے زیادہ ہے۔ الاستقامۃ فوق الکرامۃ صوفیائے کرام کے ہاں مشہور ہے۔ حسّی اور ظاہری کرامات حسب ضرورت وحکمت عطا کی جاتی ہیں اور بعض اکابر اولیاء ایسے گزرے ہیں جن سے ظاہری کرامت کا ظہور نہیں ہوا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالیٰ نے علمی وعملی کمالات عطا فرمائے ہیں۔ وہی آپ کی ولایت خاصہ پر بڑی دلیل ہے۔ لیکن حکمتِ خداوندی کے تحت آپ سے حسّی کرامات

کا بھی ظہور ہوتا رہا ہے۔ جن میں سے ایک عجیب و غریب کرامت وہ ہے جس کا تذکرہ شیخ الاسلام نمبر میں اس طرح کیا گیا ہے :

"حضرت مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی مرحوم مفتی مالیرکوٹلہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ جن کو خدا نے علم ظاہری کے ساتھ ساتھ تقویٰ و طہارت کی باطنی دولت سے بھی نوازا تھا۔ صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ اور تقریباً سو سال کی عمر میں اب سے تقریباً ۱۵ سال قبل عالم آخرت کی طرف رحلت فرما ہوئے ہیں۔ اس خادم کو مرحوم سے شرف نیاز حاصل تھا۔ جب کبھی دہلی تشریف فرما ہوتے اکثر و بیشتر حاضری کی سعادت حاصل ہوتی تھی چونکہ حضرت شیخ سے بھی خادم کو بھی شرف تلمذ حاصل ہے۔ اس تعلق کے لحاظ سے مرحوم سے اثنائے ملاقات حضرت شیخ کا بھی ذکر آجایا کرتا تھا۔ ایک ملاقات میں مرحوم نے فرمایا :

"ایک بار زیارت بیت اللہ سے فراغت کے بعد دربارِ رسالت میں حاضری ہوئی۔ تو مدینہ طیبہ کے دوران قیام مشائخ وقت سے یہ تذکرہ سنا کہ امسال روضۂ اطہر سے عجیب کرامت کا ظہور ہوا ہے۔ ایک ہندی نوجوان نے جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ تو دربارِ رسالت سے "وعلیکم السلام یا ولدی" کے پیارے الفاظ سے اس کو جواب ملا۔"

مولانا مرحوم نے فرمایا۔ اس واقعہ کو سن کر قلب پر ایک خاص اثر ہوا۔ مزید خوشی کا سبب یہ بھی تھا۔ کہ یہ سعادت ایک ہندی نوجوان کو نصیب ہوئی ہے۔ دل تڑپ اٹھا۔ اور

اس ہندی نوجوان کی جستجو شروع کی تاکہ اس محبوبِ بارگاہِ رسالت کی زیارت سے مشرف ہوسکوں اور خود اس واقعہ کی بھی تصدیق کرلوں۔ تحقیق کے بعد پتہ چلا۔ کہ وہ ہندی نوجوان سید حبیب اللہ مہاجر مدنی کا فرزند ارجمند ہے۔ مرحوم نے فرمایا کہ بعد صاحب موصوف سے ایک گونہ تعارف و تعلق بھی تھا۔ گھر پہنچا۔ ملاقات کی۔ اپنے اس دوست کے سعادتمند سپوت ہندی نوجوان کو ساتھ لے کر ایک گوشہ تنہائی میں چلا گیا۔ تنہائی پاکر اپنی طلب وجستجو کا راز بتایا۔ اور واقعہ کی تصدیق چاہی۔ ابتداءً خاموشی اختیار کی۔ لیکن اصرار کے بعد کہا۔

"بے شک جو آپ نے سُنا ہے۔ صحیح ہے۔"

یہ واقعہ بیان فرمانے کے بعد مولانا مرحوم نے فرمایا۔ سمجھے کہ یہ ہندی نوجوان کون تھا۔ یہی تمہارے اُستاد مولانا حسین احمد"

(شیخ الاسلام نمبر ۹۴۔ بروایت مولانا قاضی سجاد حسین صاحب صدر المدرسین مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی)

ایک اور عظیم کرامت

شیخ الاسلام نمبر میں لکھا ہے کہ:

"مدینہ منورہ میں قبلہ دکن جانب ہے۔ قبۂ خضرا پورب کے گوشہ میں واقع ہے۔ پچھم جانب باب الرحمۃ کے متصل دالان میں حضرت درس دے رہے تھے۔ قبۂ خضرا کی جالیاں

سامنے تھیں۔ تلامذہ میں سے ایک صاحب کو حیات النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کافی شکوک تھے۔ دوران درس میں انہوں نے ایک بار جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے نہ قبۂ خضرا تھا نہ جالیاں۔ بلکہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خود تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا (شاید دوسرے طلبہ کو متوجہ کرنا ہو) حضرت نے اشارے سے منع فرمایا۔ اب جو دیکھتے ہیں تو وہی سابقہ حالت پر سب چیزیں تھیں الخ (ص۴۰)

عظمتِ صحابہؓ

سرکارِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیش گوئی کا دوسرا جزو دا ضحابی ہے۔ یعنی وہ لوگ امتِ محمدیہ میں سے جنت میں جائیںگے۔ جو صحابہ کرام کی سنت کے بعد اصحابِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر ہوں گے۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کی پیروی کے بغیر جنت کا راستہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ اور اتباعِ سنت صحابہ کرام کی پیروی پر موقوف ہے۔ اس بنا پر حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو حق تعالےٰ نے صحابہ کرام کی محبت وعظمت میں بھی ایک امتیازی مقام عطا فرمایا تھا۔ اور آپ کی زندگی میں صحابۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگیوں کے نشانات ملتے تھے۔ حضرت نے کسی موقعہ پر بھی عظمتِ صحابہؓ کو نظر انداز نہیں فرمایا ۔

انگریزی استبداد

سلطنتِ برطانیہ نے ہندوستان پر قابض ہو کر سب سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ اسلامی علوم اور اسلامی تہذیب کو مٹانے کی پوری جد وجہد کی اور فرنگی شعائر غالب کیا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خود نوشت سوانح "نقشِ حیات" جلد اول میں انگریزوں کے مظالم کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ جس میں تحریر فرمایا ہے کہ :

"لارڈ میکالے اور اس کی کمیٹی اپنی تعلیمی اغراض و مقاصد اور ان کی اسکیم کی رپورٹ میں مندرجہ ذیل کلمات تحریر کیے ہیں :

"ہمیں ایک جماعت بنانی چاہیئے۔ جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو۔ مگر مذاق اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو" (ص۱۹۰)

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کہتا ہے :

ہمارے اینگلو انڈین سکولوں سے کوئی نوجوان خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان ایسا نہیں نکلتا۔ جو اپنے آبا و اجداد کے مذہب سے انکار کرنا نہ جانتا ہو۔ ایشیا کے پھلنے پھولنے والے مذہب جب مغربی سائنس کے مقابلہ میں آتے ہیں تو سوکھ کر لکڑی ہو جاتے ہیں "

(نقشِ حیات ص۱۹۰)

فرنگی مظالم کی تفصیل بیان کرنے کے بعد آخر میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"بہر حال انگریزی حکومت اور اس کے ذمہ داروں نے

عام ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں اور بالآخر بڑے بڑے مسلمان رؤساء اور امراء کو انتہائی درجہ میں نیست و نابود کر دیا۔" .... (نقشِ حیات ص۴۰۶)

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ انگریزی اقتدار سے ہمیشہ نبرد آزما رہے۔ اور اس راہ میں قید و بند وغیرہ کی بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کیں۔ اور انتہائی ایمانی جرأت اور استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ انگریز کو ہندوستان سے نکالنے کے لئے غیر مسلموں سے بھی اشتراک کیا۔ لیکن کسی موقعہ پر عظمتِ صحابہ کے بارے میں کوئی لچک پیدا نہیں کی۔ اور ہمیشہ عظمت و ناموسِ صحابہ کا تحفظ فرماتے رہے۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء میں جب لکھنؤ میں اہل سنت والجماعت کی تحریکِ مدح صحابہ پر پابندی لگائی گئی۔ اور اس کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے سُنی مسلمانوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔ تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدح صحابہ کی اس تحریک میں پورا حصہ لیا۔ چنانچہ جس سال راقم الحروف دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم تھا۔ طلبہ کا ایک دستہ لیکر حضرت خود گرفتاری کے لئے لکھنؤ تشریف لے گئے۔ لیکن گورنمنٹ نے ہتھیار ڈال دیئے اور گرفتاری کی نوبت نہ آئی۔ مدح صحابہ کے وجوب پر حضرت کے مدلل مضامین بھی شائع ہوئے۔ اس سلسلے میں حضرت نے سیکرٹری صاحب مرکزی مجلسِ تحفظِ ناموسِ صحابہ لکھنؤ کے نام ایک مفصل مکتوب تحریر فرمایا۔ جو مکتوباتِ شیخ الاسلام میں درج ہے۔ اس میں فرماتے ہیں:

"حضرت خاتم النبیین سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوستوں اور آپ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم کی تعریفیں قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بہت سی آیتوں میں ذکر کی گئی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض جگہ یہ بھی

بتایا گیا ہے کہ ان کی پیدائش سے پہلے پہلی کتابوں میں (توراۃ و انجیل میں) ان کی ثنا و صفت ذکر کی گئی تھی۔ سورۃ حشر میں مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعض خصائل حمیدہ پر روشنی ڈالنے کے بعد ان لوگوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ جو ان کے بعد آئے یا آئیں گے۔"

(تابعین اور ان کے بعد والے لوگ) ان کی توصیف و تعریف میں ان کا یہ قول بھی ذکر کیا گیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں :

ربّنا اغفر لنا ولاخواننا الّذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلاًّ للّذین آمنوا ربّنا انّک رؤوفٌ رّحیمٌ ۝

ترجمہ : اے ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی جو کہ ہم سے پہلے ایمان لائے تھے۔ مہاجرین اور انصار (یعنی صحابہ کرام) ان کی مغفرت فرما۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے متعلق کسی قسم کا کوئی کینہ نہ کر۔ اے پروردگار ! تو بہت محبت اور مہربانی والا ہے)

ظاہر ہے کہ جب یہ قولی صفت بطور ثناء صحابہ کرام کے بعد قیامت تک کے آنے والوں کے لئے ذکر کی گئی ہے اور اس انداز سے کہ اس سے نہ صرف اس قسم کی پسندیدگی ہی معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ اس کا حکم بھی مکانی۔ زمانی۔ انفرادی اور اجتماعی وغیرہ سے بالاتر ہو سکتا ہے تو بعد کے آنے والے مسلمانوں پر اس قول کا کہنا پبلک مقامات۔ عام مناسب مقامات پر بھی شرعاً مطلوب ہوگا۔

احادیث صحیحہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ثنا و صفت۔ ان سے محبت رکھنے کی تاکید ان کی شان میں گستاخی کی مذمت۔ ان کی

تابعداری کرنے کا حکم۔ ان کا ذکر بالخیر کرنے کا ارشاد وغیرہ نہایت کثرت سے مذکور ہے۔ اسی بنا پر مسلمانوں کے اجتماعاتِ عامہ عیدین، حج، جمعہ وغیرہ میں لیکچر دیتے ہوئے، خطبہ پڑھتے ہوئے صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی ثنا و صفت کرنی نہ صرف مستحب قرار دی گئی ہے (دیکھو درمختار۔ شامی۔ عالمگیری وغیرہ) بلکہ حسب تصریح امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز۔

(مکتوبات امام ربانی جلد دوم ۱۵) اس کو شعارِ اہل سنت والجماعت ہی قرار دیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

ذکر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اگرچہ از شرائط خطبہ نیست ولیکن از شعار اہل سنت است (ثبتکم اللہ تعالیٰ) ترک نہ کند بعمد و تمرد اما را مگر کسے کہ دلش مریض و باطنش خبیث۔ اگر فرض کنیم کہ بہ تعصب و عناد ترک نہ کردہ باشد وعید "من تشبہ بقوم فہو منہم" را چہ جواب خواہد گفت۔ ایں قسم گل بد بو از ابتدائے اسلام تا ایں وقت معلوم نیست کہ در ہندوستان شگفتہ باشد نزدیک است کہ ازیں معاملہ تمام شہر متہم گردد۔ بلکہ از ہندوستان مرتفع شود۔ دریں طور واقعات تغافل ورزیدن مبتدعانرا دلیر ساختن است۔ و رخنہ در دین پیدا کردن (انتہیٰ مختصراً)

ترجمہ: خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر اگرچہ خطبہ کی شرائط میں سے نہیں ہے۔ لیکن اہل سنت کے شعار میں سے ہے۔ کوئی اپنے ارادے اور سرکشی سے نہیں چھوڑتا۔ مگر وہ شخص جس کا دل بیمار ہو۔ اور اس کا باطن خبیث ہو۔ اور اگر فرض کریں کہ تعصب اور عناد سے ترک نہ کیا ہو۔ تو وعید

"من تشبہ بقوم فہو منہ" (جس نے کسی قوم کی نشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے) کا کیا جواب کیا جائے گا۔
اس قسم کا بدبودار پھول ابتدائے اسلام سے اس وقت تک ہندوستان میں کھلنا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن نزدیک ہے کہ اس معاملے سے تمام شہر متہم ہو جائے۔ بلکہ ڈر ہے کہ ہندوستان سے یہ امر اُٹھ جائے۔ اس قسم کے واقعات سے تغافل برتنا مبتدعین کو دلیر بنانا اور رخنہ دین میں پیدا کرنا ہے۔"

اور چونکہ شعار کا اظہار اور اعلان ہر زمانے اور ہر جگہ میں ضروری ہے۔ بنابریں اس کا اعلان ہر جگہ ضروری ہوگا۔ منہاج السنۃ میں ہے ان المسلمین والکفار اذا کان لھولاء شعار واجب اظہار شعار الاسلام فی کل زمان وکل مکان (مسلمانوں اور کافروں کے جبکہ علیحدہ علیحدہ شعار ہوں تو مسلمانوں کے شعار کا ہر زمانہ اور ہر مکان میں ظاہر کرنا واجب ہے)

(ج) بہرحال اب ہم تمام اہل سنت والجماعت پر واجب ہے کہ اپنے اس مذہبی، انسانی، شہری حق حاصل کرنے کے لئے پورے تیقظ کو کام میں لائیں۔ اور مردانہ وار ہر قسم کی جائز سعی کو میدان عمل میں پیش کر دیں۔ اس سلسلہ میں چار پانچ مرتبہ قانون شکنی اور گرفتاریوں کی نوبتیں آچکی ہیں۔ مگر اصل مقصد کے اعتبار سے وہ بالکل ہی بے فائدہ ثابت ہوئیں۔ بنابریں اس مرتبہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس میدان میں اپنی زندگی اور ثابت قدمی کا ثبوت پیش کریں اور یہ دکھلا دیں کہ مسلمان اپنے مذہبی امور میں حتی الوسع ذرہ بھر بھی مداخلت گوارا نہیں کریں گے۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔ آج ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء مطابق ۹ صفر کو مسلمانوں کو چاہیئے

کہ بعد از نماز جمعہ جلسہ کریں۔ اور اس میں گورنمنٹ کے اس فعل پر کہ اس نے مسلمانوں کے مذہبی، انسانی، شہری حق مدح صحابہ میں ناجائز مداخلت کرکے ان کے صحیح جذبات کو ناقابل برداشت ٹھیس لگائی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں مسلمان پروانہ وار جیل کی کوٹھڑیوں میں بند ہو چکے ہیں۔ صدائے احتجاج بلند کریں۔ اور مطالبہ کریں کہ جلد از جلد مدح صحابہ کے جلسوں اور جلوسوں پر سے ہر قسم کی پابندی اٹھا لے۔ جس طرح دوسری اقوام اور مذاہب کے لئے آزادی ہے کہ وہ اپنے پیشواؤں کے جلسے اور جلوس پبلک مقامات پر عمل میں لا سکتے ہیں۔ اسی طرح سنیوں کا بھی عمل حق تسلیم کرلے۔ اور جاری کرادے۔ اور اگر کوئی شخص یا قوم سنیوں کو اس حق پر عمل کرنے سے روکے تو اس کو قرار واقعی سزا دے اور ان مجاہدین ملت کو مبارکباد دیں۔ جنہوں نے ملت اور مذہب اور حق قومی کے لئے اپنے آرام و راحت کو تجتے ہوئے قانون شکنی اور سول نافرمانی اختیار فرمائی ہے۔ اور اسی طرح ان کے اعزہ واقارب کو بھی اس کی مبارکباد پیش کریں۔ نیز اس سلسلہ میں جس قدر بھی امداد مالی یا بدنی ہو سکے مجلس تحفظ ناموس صحابہ پاٹا نالہ لکھنؤ اور اور مجلس احرار اسلام امین آباد لکھنؤ کو پہنچا ئیں۔" الخ

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد سوم مکتوب ۶۱)

مودودی فتنہ اور حضرت مدنیؒ

مدح صحابہ ایجی ٹیشن لکھنو کے لئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا خود گرفتاری کے لئے تشریف لے جانا اور مدح صحابہؓ کے وجوب کو دلائل دیرا ہین سے ثابت کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضور

خاتم النبیین رحمۃ للعلمین صلے اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیش گوئی ما انا علیہ واصحابی کی روشنی میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی کتنی عظمت تھی کہ آزادئ ہند کی جد وجہد میں بھی بوقت ضرورت آپ نے مسئلہ ناموسِ صحابہ کو سیاسی مصالح کے تحت کسی طرح بھی نظر انداز نہیں فرمایا اور اور اپنی جان اور اپنی جماعت کو قید وبند کے مصائب کے لئے پیش کر دیا اور عظمت وناموس صحابہ کے مسئلہ سے صرف نظر ہی کیسے کی جاسکتی ہے۔ جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک اپنی امت کے لئے حق وباطل اور جنتی اور دوزخی کے لئے معیارِ حق قرار دیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کی تصانیف سے جب حضرت کو معلوم ہوا کہ مودودی صاحب نے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو معیارِ حق نہیں مانتے۔ تو آپ نے دلائل سے ان کے نظریات کی تردید کی۔ اور مودودی جماعت کو اس دور کا عظیم فتنہ قرار دیا۔ حتیٰ کہ اس جماعت کے متعلق یہاں تک فرمادیا کہ:

> "اسلام کے نام پر بہت سی جماعتیں وجود میں آئیں۔ لیکن یہ جماعت جو "جماعت اسلامی" کے نام سے ہے۔ ان تمام جماعتوں سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ روافض نے تو صرف چند صحابیوں کی توہین کی اور اس نے تو تمام اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تنقیص وتوہین کر دی۔ یہ کہتے ہیں کہ صحابہ معیارِ حق نہیں ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اصحابی کالنجوم بِاَیِّہِم اقتدیتم اھتدیتم میرے ساتھی

مثل ناروں کے ہیں۔ ان میں سے جس کی راہ اختیار کروگے۔
کامیاب ہوگے) فرمایا۔ حدیث میں جماعت کے تہتّر
فرقوں کی خبر آئی ہے۔ اور صرف ایک فرقہ کو ناجی اور دوسرے
تمام فرقوں کو غیر ناجی قرار دیا ہے۔ میں دلائل کی روشنی میں
پورے شرح صدر سے کہتا ہوں کہ یہ جماعت اسلامی بھی
ان ہی غیر ناجی فرقوں میں سے ہے" الخ

(شیخ الاسلام نمبر ص ۱۵۹)

شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مودودی جماعت کے
متعلق جو فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ ظاہر بین لوگ اس کی حقیقت تک نہیں
پہنچ سکتے۔ اور وہ یہ کہیں گے کہ یہ بہت سخت فیصلہ ہے لیکن قابل غور بات
ہے۔ کہ حضرت نے کسی اور جماعت کے متعلق یہ فیصلہ کیوں نہیں فرمایا۔
حالانکہ مسلم لیگ سے حضرت کا شدید سیاسی اختلاف ہے اور حضرت
کے بلند مقام کے پیش نظر یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ مودودی صاحب
اور ان کی جماعت کے متعلق یہ حکم کسی ذاتی یا محض جماعتی مخالفت پر مبنی
ہے۔ جیسا کہ مودودی صاحبان یہ کہدیا کرتے ہیں کہ مودودی صاحب نے
چونکہ حضرت مدنی کے نظریۂ قومیت کے خلاف مضامین لکھے تھے اس
لئے حضرت اور آپ کے متبعین علماء مودودی صاحب کی مخالفت کرتے
ہیں۔ کلّا وحاشا۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا دامن اس قسم کی سفلی
کمزوریوں سے پاک ہے۔ بالفرض اگر اس قسم کا انتقامی جذبہ کارفرما
ہوتا۔ تو حضرت قیام پاکستان کے بعد بھی پاکستان کے مخالف رہتے۔
حالانکہ حضرت نے پاکستان بننے کے بعد اس کی بقاء و استحکام کے لئے
دعائیں کی ہیں۔ تقسیم ہند کے مسئلہ میں حضرت کا جو اختلاف تھا وہ
اخلاص پر مبنی تھا۔ جیسا کہ علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی

شہادت پہلے پیش کی جاچکی ہے۔ متحدہ ہندوستان تقسیم ہو یا نہ ہو۔ اس بارے میں خود اکابر دیوبند کے اندر اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن یہ ایک قسم کا وقتی اجتہادی اختلاف تھا۔ جو قیام پاکستان کے بعد ختم ہو گیا۔ مودودی صاحب کے اختلاف کو علامہ عثمانی اور حضرت مدنی کے اختلاف پر قیاس نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان بزرگوں میں مسلکی اور اعتقادی کوئی اختلاف نہ تھا۔ محض سیاسی اختلاف تھا۔ جس کو حق و باطل کا اختلاف نہیں کہہ سکتے۔ اور مودودی صاحب سے اختلاف مذہبی اور اصولی ہے نہ کہ محض سیاسی اور فروعی۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالےٰ نے مودودی جماعت کی حقیقت کے بارے میں خصوصی بصیرت عطا فرمائی تھی۔ اور قلب مدنی پر اس فتنہ کا خصوصی انکشاف ہو گیا تھا۔ حضرت نے اپنی بصیرت سے سالہا سال پہلے جو کچھ فرما دیا۔ بڑے بڑے علماء نے بعد میں تجربہ سے اس کو تسلیم کیا۔ اور حضرت مدنی کے بعد جس شخصیت نے مودودی فتنہ کو سمجھا اور اس کے انسداد کے لئے کوششیں فرمائیں وہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے۔ حضرت مدنی سے راقم الحروف نے صرف یہ عرض کیا تھا کہ اسلامی نظام کے سلسلے میں کیا مودودی جماعت سے کسی طرح تعاون کیا جاوے تو اس کے جواب میں حضرت نے تنبیہہ فرماتے ہوئے لکھا تھا:

"افسوس صد افسوس کہ بہت سے علماء اور فارغین دارالعلوم دیوبند بھی مودودی صاحب کی تلبیسات کا شکار ہو رہے ہیں۔ آپ بھی اس جماعت کی تنظیم اور ڈسپلن کی تعریف کرتے ہوئے اس میں شرکت کی خواہش کر رہے ہیں یا متردد ہیں۔ جس طرح قادیانی چکڑالوی، مشرقی نے نیا دین اور نیا اسلام بنایا ہے اسی طرح مودودی صاحب نے نیا اسلام بنایا ہے۔ سابقین

مجددین کو لات مار کر اپنی تجددیات کو سب سے بالاتر فرماتے ہیں۔
- اور تمام اہل سنت والجماعت کے متفقہ اصول کو ٹھوکر مارتے ہیں۔
- تمام علماء اور اہل طریقت حق کے حضرت مجدد سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور اکابر علم و طریقت میں کیڑے نکال کر سب کی انتہائی تذلیل و توہین کرتے اور سب سے نفرت دلاتے ہیں۔ بہر حال سوچئے اور سمجھئے اور اسلاف کرام کے طریقہ پر چلیئے۔ واللہ معکما بینما کنتم آپ مودودیوں کی تنظیم اور جد وجہد کو سراہتے ہیں۔

فرمایا۔ قادیانیوں اور عیسائیوں کی تنظیم و جد وجہد اس سے بدرجہا بالاتر ہے۔ پھر کیا حکم دیں گے؟

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد چہارم مکتوب نمبر ۳۵)

مسئلہ عصمتِ انبیاء اور مودودی

مودودی صاحب نے نہ صرف یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید و طعن کیا بلکہ آپ نے انبیاء کرام پر بھی تنقید کی ہے۔ اس سلسلے میں مودودی صاحب کی عبارتیں میری کتابوں "مودودی جماعت کے عقاید و نظریات پر ایک تنقیدی نظر" اور "مودودی مذہب" میں منقول ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ عصمتِ انبیاء میں بھی مودودی صاحب کا جمہور اہل سنت سے اختلاف ہے اور بعض عبارتیں مودودی صاحب کی ایسی ہیں جن کے بعد عصمتِ انبیاء کی نعوذ باللہ کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی۔

مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت

مودودی نظریات کی تردید میں حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ بنام "مودودی دستور اور عقاید کی حقیقت" تصنیف فرمایا ہے جس میں مسئلہ عصمتِ انبیاء اور صحابۂ کرام کے معیارِ حق ہونے پر بحث فرمائی ہے۔ عصمتِ انبیاء کے سلسلہ میں مودودی صاحب کی حسب ذیل عبارت کو عقیدۂ عصمتِ انبیاء کے خلاف قرار دیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ان کی کتاب تفہیمات میں درج ہے کہ :

"لیکن ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں فرمایا کہ عصمت دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر استعمال کرنے کے لئے مصلحتاً خطاؤں اور لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے۔ ورنہ اگر اللہ کی حفاظت تھوڑی دیر کے لئے ان سے منفک ہو جائے۔ تو جس طرح عام انسانوں سے بھول چوک اور غلطی ہوتی ہے۔ اسی طرح انبیاء سے بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اُٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں تا کہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں۔ اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں۔"

(تفہیمات جلد دوم ص ۴۳)

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مدنی تحریر فرماتے ہیں :

"اب فرمایئے مذکورہ بالا عقیدہ ہر نبی کے متعلق جن میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہیں کہاں تک اصول اور عقائدِ

اسلامیہ کے مطابق ہے۔ جس میں ہر نبی سے عصمت اور حفاظت کا اٹھا لینا اور بالارادہ ان سے لغزشیں کرا دینا مانا گیا ہے ایسی صورت میں تو کوئی نبی بھی معیارِ حق نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی نبی پر ہمیشہ اعتماد ہو سکتا ہے۔ جو حکم بھی ہو گا۔ اس میں یہ احتمال موجود ہے کہ کہیں وہ عصمت اور حفاظت کے اٹھ جانے کا زمانہ نہ ہو۔ اب بتلایئے کہ یہ اختلاف اصولی ہے یا فروعی؟ اور بتلایئے کہ اسلامی جماعت اور اس کے بانی مسلمان ہیں یا نہیں؟"

حضرت مدنی کے جواب میں اس مسئلہ پر مفتی محمد یوسف صاحب مودودی سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نے اپنی کتاب "علمی جائزہ" میں خامہ فرسائی کی ہے جس کے جواب میں میرا ایک مضمون متعدد قسطوں میں ہفت روزہ "ترجمان اسلام" میں شائع ہوا تھا۔ پھر جواب الجواب مفتی محمد یوسف صاحب موصوف نے ہفت روزہ "آئین" لاہور میں قسط وار شروع کیا تھا لیکن نامکمل چھوڑ دیا۔ بندہ کی طرف سے اس کا جواب بھی لکھا جا چکا ہے اور "علمی محاسبہ" کے نام سے شائع کر دی گئی ہے۔ جس میں مسئلہ عصمتِ انبیاء اور صحابہ کرام کے معیارِ حق ہونے پر مفصل بحث موجود ہے۔

صحابۂ کرام معیارِ حق ہیں

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے "مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت" میں صحابہ کے معیارِ حق ہونے کا مسئلہ بھی مدلل طور پر تحریر فرمایا ہے۔ اور مودودی جماعت کے دستور کی حسب ذیل دفعہ کو اسلامی اصول کے خلاف ثابت کیا ہے۔

"رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنایئے۔ کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھئے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہوں۔ ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اس معیارِ کامل پر جانچئے اور پرکھئے۔ اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ پر ہو۔ اس کو اسی درجہ میں رکھیئے۔ (دستورِ جماعت اسلامی دفعہ ۶)

یہ عبارت چونکہ مودودی جماعت کے بنیادی دستور کی ہے۔ اور کلمۂ طیبہ کی دوسری جزء محمد رسول اللہ کی تشریح میں بطور عقیدہ لکھی گئی ہے۔ اس لئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر زیادہ زور دیا ہے۔ اور اس عقیدہ میں جو فتنہ موجود ہے۔ اس سے اُمتِ مسلمہ کو خبردار کیا ہے۔ اور علمائے اسلام کو بھی اس طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سلسلہ میں مودودی صاحب کی عبارت پر تبصرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

"یہ بحث تو جماعت اسلامی کے عقیدہ درباره انبیاء علیہم السلام کے متعلق تھی۔ اب ان کے حوارین اور صحابہؓ کے متعلق ان کے عقیدہ پر غور فرمایئے۔ چونکہ صحابہ کرام انبیاء علیہم السلام اور اُمت کے درمیان میں واسطہ ہیں۔ انہیں کے وسیلہ اور ذریعہ سے کتاب اللہ بھی اُمت کو پہنچی ہے اور سنت بھی اس لئے وہی مدارِ دین ہیں۔ اگر وہ معتمد علیہ ہیں تب تو کتاب اور سنت پر اعتبار ہو سکتا ہے ورنہ تمام دینی عمارت کھوکھلی اور ناپائیدار ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے زنادقہ اور مبتدعین نے ہمیشہ اس جماعت کو مطعون کرنے کی کوشش بلیغ کی ہے۔ ابو زرعہ رازی فرماتے ہیں:

اذا رأیت الرجل ینتقص احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق وذالک ان الرسول حق والقرآن حق وماجاء بہ حق وانما ادی الینا ذالک کلہ الصحابۃ وھولاء یریدون ان یجرحوا شھودنا لیبطلوا الکتاب والسنۃ والجرح بھم اولیٰ۔ وھم زنادقۃ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ص۱۱ مصنفہ حافظ ابن عسقلہ شارح البخاری)

ترجمہ: جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کی تنقیص کرتا ہے تو جان لو کہ وہ زندیق ہے اور یہ اس لئے کہ رسول حق ہے اور قرآن حق ہے۔ اور جو رسول لایا ہے وہ حق ہے۔ اور چونکہ ان کو ہم تک پہنچانے والے صحابۂ کرام ہیں۔ تو یہ لوگ ہمارے لوگ ہمارے لئے گواہوں کو مجروح کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ کتاب اور سنت کو باطل کردیں۔ اس لئے ان ہی کو مجروح کرنا اُولیٰ ہے۔ یہی لوگ زندیق ہیں۔" اور اسی وجہ سے اہل حق نے ہمیشہ پوری سختی کے ساتھ ان پر عاید کردہ الزامات کی چھان بچھوڑ کی۔ حق و باطل میں تمیز کی۔ اور کھرے کھوٹے کو پرکھ کر ہر چیز کو اپنی جگہ پر رکھا۔ اور اسی پر اُمت کو چلایا۔ (مودودی دستور اور عقاید کی حقیقت ص۲۹)

اس کے بعد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ تمام صحابہ کرام کے عادل ہونے کے متعلق حافظ ابن عبداللہ۔ منحقق مولانا ابن ہمام حنفی۔ علامہ ابو شریف شافعی۔ علامہ ابن اثیر۔ علامہ ملا علی قادری حنفی شارح مشکوٰۃ وغیرہ متحققین اہل سنت والجماعت متفق ہیں کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل اور ثقہ ہیں۔ ان کی روایات اور شہادتیں معقول اور معتمد علیہ ہیں۔ ان میں کوئی جرح اور تنقید نہیں ہوسکتی۔ دلائل نقلیہ اور عقلیہ کثیرہ اور شہیرہ اس پر

قائم ہیں۔ انہی کے ذریعہ سے دین بعد والوں کو پہنچا ہے۔ وہی مدارِ دین اور معیارِ حق ہیں۔ اور ان ہی کی تابعداری بعد والوں کے لئے ضروری ہے۔ سورۃ توبہ میں ہے: یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ) اور سورۃ حشر میں مہاجرین کے لئے فرمایا گیا ہے: للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصادقون (واسطے ان محتاج مہاجرین کے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے۔ جو اللہ کا فضل اور رضامندی چاہتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ ہیں سچے)۔

سورۃ لقمان میں ہے واتبع سبیل من اناب الیّ (اور پیروی کر اس کے راستہ کی جو میری طرف رجوع کرتا ہے) جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تمام اُمت کو ان کی تقلید اور ذہنی غلامی اور انہی کے ساتھ رہنا واجب ہے۔ یہ مسئلہ اصولی ہے۔ اور معمولی اصولی نہیں۔ بلکہ اسی پر مدارِ تمام دین، کتاب اور سنت کا ہے۔

اب اس کے مقابلہ پر مودودی صاحب کا مقالہ دستور کا نمبر ۶ ملاحظہ فرمائیے۔ جو کہ صاف کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (رسول خدا) کے سوا کوئی انسان نہ معیارِ حق ہے۔ نہ تنقید سے بالاتر ہے۔ نہ واجب الاطاعت ہے (ذہنی غلامی کا مستحق) اور قابل تقلید ہے۔ یہ مقالہ کس قدر حقانیت سے دُور اور فتنوں کا دروازہ اور دین کا ڈھانے والا ہے۔ اگر وہ معیارِ حق نہیں ہیں تو پھر قرآن پر اعتماد کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ یہ وہی کلام ہے جو کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا تھا۔ اور نہ اس میں کوئی تغیر وتبدل نہ کمی اور نہ زیادتی ہوئی ہے۔ کیونکہ

بقول مودودی صاحب کوئی انسان جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ماسوا جبکہ معیارِ حق نہیں رہا تو یہ قرآن ہم کو غیر حقانی لوگوں ہی سے پہنچا۔ تو اس کا کیا اعتبار ہے۔ کہ اس میں زیادتی یا کمی۔ تحریف اور تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور اس طرح سنت بھی۔ اور جبکہ تنقید سے کوئی انسان بھی بالاتر نہ ہوا۔ تو یہ سنت بھی مجروحین کے ذریعے سے پہنچی تو جبکہ ان میں سے کوئی بھی غیر مجروح نہیں تو اس سے سنت کا کیا اعتبار ہے۔ اور جبکہ آپ کے سوا کوئی انسان بھی واجب التقلید (ذہنی غلامی کا مستحق) نہیں۔ تو کسی کے قول او فعل پر چلنا کس طرح معتمد علیہ ہو سکتا ہے۔ بہرحال اہل سنت والجماعت کا اصول یہ ہے کہ تمام صحابہ عادل اور ثقہ ہیں۔ ان میں کوئی بھی مجروح اور غیر عادل نہیں ہیں۔ اور مودودی صاحب کا ارشاد ہے کہ صحابہ اور غیر صحابہ میں کوئی بھی معیارِ حق اور تنقید اور جرح سے بالاتر اور واجب الاطاعت نہیں ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ یہ کس قدر اصولی مخالفت ہے اور اصول سے کس قدر دین کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا

مودودی صاحب تفہیمات ص ۲۹۴ پر فرماتے ہیں۔

"ان سب سے عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضوان اللہ علیہم پر بھی بشری کمزوری کا غلبہ ہو جاتا تھا۔ اور وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے۔ ابن عمر نے سنا کہ ابوہریرہ وتر کو ضروری نہیں سمجھتے۔ فرمانے لگے کہ ابوہریرہ جھوٹے ہیں۔ حضرت عائشہ نے ایک موقع پر انس اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کہ وہ حدیثِ رسول اللہ کو کیا جانیں وہ تو اس زمانہ میں بچے تھے۔ عرض کیا

گیا۔ کہ ابن عمر اور ابن زبیر ایسا اور ایسا کہتے ہیں۔ فرمایا۔ دونوں جھوٹے ہیں۔ حضرت علی نے ایک موقعہ پر مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا قرار دیا۔ عبادہ بن صامت نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے مسعود بن اوس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگایا۔ حالانکہ وہ بدری صحابہ میں سے ہیں۔"

(تفہیمات جلد اول۔ طبع چہارم بعد نظر ثانی ص ۲۹۴)

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد حضرت مدنی لکھتے ہیں کہ :۔

"اس مقالہ پر غور فرمائیے کہ مودودی صاحب صحابہ کرام کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں اور کیا تعلیم دیتے ہیں اور تمام اہل سنت والجماعت اہل حق کیا فرماتے ہیں۔ دونوں میں کس قدر بعد و لعید ہے۔ مودودی صاحب نے یہ اقوال کسی سند سے پیش نہیں کئے ہیں۔ نہ کسی مستند کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ اور اتنی بڑی کہ خلاف قرآن وحدیث اور خلاف اجماع اہل سنت والجماعت تمام صحابہ کو غیر معتبر، مرتکب کبائر اور مجروح قرار دے رہے ہیں۔ اور ایسی عبارتیں تحریر فرما رہے ہیں۔ کہ جس سے تمام قرن صحابہ کا عوام کی نظروں میں مخدوش اور ناقابل اطمینان ہو جاتا ہے بہر حال یہ خلاف بھی اصولی ہے اور مودودی صاحب اس میں سخت غلطی اور ضلال بین میں مبتلا ہیں۔

تنبیہہ

واضح رہے کہ صحابہ کرام اگرچہ معصوم نہیں ہیں۔ مگر محفوظ ضرور ہیں۔ قرآن شریف میں ہے: یُثَبِّتُ اللہ

الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ اور دوسری جگہ فرمایا: ان اولیاءہ الا المتقون اس لئے کہ غیر انبیاء کے لئے جب کہ وہ ایمان کامل رکھتے ہوں۔ محفوظ من اللہ ہونا ثابت اور ضروری ہے۔ کتب تاریخ میں جو امور مخالف عدالت ان کی طرف نسبت کئے گئے ہیں۔ وہ کسی طرح قابل التفات نہیں ہیں نہ وہ درجہ تواتر کو پہنچتے ہیں۔ اور ان کی سندیں قابلِ اعتبار نہیں بلکہ برخلاف ان کے آیات متواترہ اور احادیث مشہورہ صحیحہ ان تاریخی روایتوں کے خلاف ہیں۔ یہ روایتیں اکثر اہل اہوا شیعہ، خوارج وغیرہ ملاحدہ وغیرہ کی بنائی ہوئی ہیں۔ اور انہی کی کوششوں سے کتابوں میں داخل ہوئی ہیں۔ تحفۂ اثنا عشرہ (مصنفہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی) وغیرہ میں اس کو مفصل طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور یہی وجہ اسلاف کرام کو اسماء الرجال کی تدوین کرنے اور موضوعات کو محفوظ کرنے کی ہوئی ہے۔"

(مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت ص ۴۴، ۴۵)

خلافت و ملوکیت

مودودی صاحب کی مندرجہ عبارتوں اور خداداد بصیرت کی بناء پر حضرت مدنی قدس سرہٗ صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جس فتنہ سامانی کی نشان دہی سالہا سال پہلے فرمائی تھی۔ اور عموماً علمائے اہل سنت اس سے غافل تھے۔ اس کا ظہور بعد میں مودودی صاحب

کی تصنیف "خلافت وملوکیت" کی اشاعت سے ہوا۔ اس کتاب نے
صحابہ کے بارے میں شیعی نظریات کو تقویت دی۔ اور سنی نوجوان
طلبہ کے اندر بھی اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بدظنی پیدا
کردی۔ اس مختصر مضمون میں "خلافت ملوکیت" پر تفصیلی تبصرہ کی گنجائش
نہیں۔ صرف بعض عبارات درج کی جارہی ہیں۔ جن سے اہل انصاف
پر مودودی ذہنیت ظاہر ہو جائے گی۔ مودودی صاحب خلیفہ راشد
حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"اس سلسلہ میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزیں ایسی
تھیں۔ جو بڑے دور رس اور خطرناک نتائج کی حامل ثابت
ہوئیں۔ ایک یہ کہ حضرت عثمان نے حضرت معاویہ کو مسلسل
بڑی طویل مدت تک ایک ہی صوبے کی گورنری پر مامور کئے رکھا۔
وہ حضرت عمر کے زمانہ میں چار سال سے دمشق کی ولایت پر
مامور چلے آرہے تھے۔ حضرت عثمان نے آبہ سے سرحد روم
تک اور الجزیرہ سے ساحل بحر ابیض تک کا پورا علاقہ ان کی
ولایت میں جمع کر کے اپنے پورے زمانۂ خلافت (۱۲) سال
میں ان کو اس صوبے پر برقرار رکھا۔"

دوسری چیز جو اس سے زیادہ فتنہ انگیز ثابت ہوئی۔
وہ خلیفہ کے سیکرٹری کی اہم پوزیشن پر مروان بن الحکم
کی ماموریت تھی۔" (خلافت وملوکیت ص۱۱۵)

حضرت عثمان رضی جلیل القدر صحابی ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے داماد ہیں۔ ذوالنورین ہونے کی خصوصیت حاصل ہے۔ عشرہ مبشرہ
صحابہ میں سے ہیں (جن کو بنشان نام جنت کی بشارت دی گئی) جن چھ
اصحاب کا نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بعد خلیفہ کے انتخاب کے لئے

فرمایا تھا۔ ان میں حضرت عثمان بھی تھے۔ اور سب نے آپ کے خلیفہ ثالث ہونے پر اتفاق کیا۔ لیکن مودودی صاحب کا ایسے خلیفہ برحق کے بارے میں یہ الفاظ لکھنا کہ ان کی پالیسی خطرناک اور فتنہ انگیز ثابت ہوئی۔ کیا محبت و عظمت پر مبنی ہے۔ یا بغض و عناد پر۔ اگر اس سے کمزور الفاظ میں آج مودودی صاحب پر تنقید کی جائے تو کیا ان کی جماعت یہ برداشت کر سکتی ہے۔ کیا وہ اس کو اپنے امام مودودی صاحب کی مخالفت پر محمول نہیں کریں گے۔

(۲) اور حضرت امیر معاویہؓ کے متعلق تو انہوں نے بے اختیار ہو کر ایسے الفاظ لکھے ہیں۔ جو ایک رافضی ہی لکھ سکتا ہے۔

(الف) مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہ نے کتاب اللہ اور سنتِ رسول کی خلاف ورزی کی۔"

(خلافت و ملوکیت ص۱۷۴)

(ب) ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر خطبہ میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی پہ منبر رسول پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں۔ اور حضرت علی کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔" الخ

(ص۱۷۴)

(ج) زیاد طائف کی ایک لونڈی سمیّہ نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ لوگوں کا بیان یہ تھا۔ کہ زمانۂ جاہلیت میں حضرت معاویہ کے والد جناب ابوسفیان نے اس لونڈی

سے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ اور اسی سے وہ حاملہ ہوئی۔ حضرت ابوسفیان نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ زیاد انہی کے نطفہ سے ہے۔ جوان ہو کر یہ شخص اعلیٰ درجہ کا مدبّر، منتظم فوجی لیڈر اور غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہوا۔ حضرت علی کے زمانہ خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا۔ اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دی تھیں۔ ان کے بعد حضرت معاویہ نے اس کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لئے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا۔ کہ زیاد انہی کا ولد الحرام ہے۔ پھر اسی بنیاد پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دے دیا۔" الخ (صفحہ ۱۷۳)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مودودی صاحب کا جواب میری کتاب "مودودی مذہب" میں مطالعہ کیا جائے۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ حضرت معاویہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ حضور کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے ہیں۔ حضور نے ان کے حق میں یہ دُعا فرمائی: اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا (اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا دے) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسی اہل بصیرت شخصیت نے حضرت معاویہ کو چار سال تک دمشق کا والی و گورنر رکھا۔ پھر حضرت عثمان نے بارہ سال تک ان کو برقرار رکھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ سے صلح کر لی۔ اور اپنی خلافت بھی ان کے سپرد

کر کے ان کو خلیفۂ اسلام تسلیم کر لیا۔ پھر امام کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہٗ ۱۹ یا ۲۰ سال تک حضرت معاویہ کی خلافت میں ان کے بیت المال سے وظیفہ لیتے رہے۔ کیا ان فضائل کے بعد کوئی اہلِ عقل حضرت امیر معاویہ کے متعلق ابوالاعلیٰ صاحب کے مذکورہ الزامات کو صحیح مان سکتا ہے؟

تقلید بازی

لیکن باوجود اس قدر توہین آمیز اور حقارت خیز الفاظ استعمال کرنے کے مودودی صاحب حضرت معاویہ کی شان میں یہ بھی لکھ رہے ہیں:

"حضرت معاویہ کے محامد و مناقب اپنی جگہ پر ہیں۔ ان کا شرفِ صحابیت بھی واجب الاحترام ہے۔ ان کی یہ خدمت بھی ناقابلِ انکار ہے۔ کہ انہوں نے پھر سے دنیائے اسلام کو ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ اور دُنیا میں اسلام کے غلبہ کا دائرہ پہلے سے وسیع کر دیا۔ ان پر جو شخص لعن طعن کرتا ہے وہ بلاشبہ زیادتی کرتا ہے۔ لیکن ان کے غلط کام کو تو غلط کہنا ہی ہوگا۔ اسے صحیح کہنے کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ ہم اپنے صحیح و غلط کے معیار کو خطرے میں ڈال رہے ہیں۔"

(خلافت و ملوکیت ص ۱۵۳)

یہی ہے وہ منحوس تقلید کہ خود حضرت معاویہ پر طعن و تشنیع بھی کر دی اور پھر ان کو صاحبِ فضائل و مناقب اور شرف صحابیت کی

کی وجہ سے واجب الاحترام بھی مان لیا تاکہ ؎
باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

آخری گذارش

آخر میں پاکستان کے سنی مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ جب سرورِ کائنات محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی کی روشنی میں مذہب اہلِ سنت حق ہے۔ اور جنت کا یہی راستہ ہے۔ تو باوجود غالب اکثریت کے ہم اس قدر غافل کیوں ہیں۔ کہ ہمارے ملکی و ملی حقوق محفوظ نہیں اور نہ ہی ہماری موثر جماعتی قوت ہے۔ لیکن اس کے برعکس اسلام کی ان دونو بنیادوں (سنت اور صحابہ) کے خلاف متعدد فتنے اور تحریکیں موثر طاقت بن رہی ہیں۔ ربوہ کے سربراہ مرزا ناصر نے اپنے ۲۵ لاکھ مسلح مرزائیوں سے پوری دھمکی دے دی۔ اور شیعہ فرقہ سرکاری سکولوں اور کالجوں میں شیعہ نصاب نافذ کرانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے۔ اور ایجی ٹیشن کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ ان بحرانی حالات میں اگر سوادِ اعظم اہل سنت حسب سابق غافل رہے تو اسلام حقیقی کیونکر محفوظ رہ سکے گا۔ اور خلافتِ راشدہ کا نظامِ عدل کس جماعت کے ذریعے قائم ہوگا ؟

اس لئے

تمام سنی مسلمانوں کی خدمت میں عموماً اور سنی علماء و مشائخ اور زعماء و لیڈران سے خصوصاً عرض ہے کہ وہ اپنی ہمت و سعی سے مذہب اہل سنت کا تحفظ کریں۔ اور ملک و ملت کو

اپنی منظم دینی قوت سے بچانے کی کوشش کریں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے سنی مسلمانو! تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

خادمِ اہلِ سُنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال

وامیر تحریک خدام اہل سنت صوبہ پنجاب

۹ شعبان ۱۳۹۳ ہجری

۷ ستمبر ۱۹۷۳ء

کتابیں ملنے کے پتے: ۱۔ دفتر خدام اہل السنت والجماعت مدنی جامع مسجد چکوال
۲۔ مکتبہ رشیدیہ نیو جنرل مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال (۳) اعوان سٹیشنری بھون روڈ چکوال
۳۔ دفتر خدام اہل السنت سرکال ماہر تحصیل چکوال جہلم روڈ (۴) مکتبہ حنفیہ مسجد گنبد والی جہلم
۵۔ مکتبہ عثمانیہ ہرنولی شہر ضلع میانوالی (۶) جامع مسجد و مدرسہ حیات النبی گجرات
۷۔ کالج بک ڈپو سول ہسپتال چوک چکوال (۸) سنی دارالاشاعت مسجد برکت علی ذیلدار روڈ

بکتابت
سید فاضل شاہ انور قلمکار گجرات

۱۳۹۳ھ

فہرست کتب

۱۹۷۳ء

تصانیف حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز حضرت مدنی

بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان

۱- آفتاب ہدایت ردِ رفض و بدعت؛ مصنفہ حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر

۲- تازیانۂ عبرت: مصنفہ حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر۔ ختم

۳- بشارت الدارین بالصبر علیٰ شہادت الحسینؓ بجواب فلاح الکونین

"ماتم کے موضوع پر بے نظیر کتاب۔ ہر سنی مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔"

صفحات: ۶۱۷ قیمت ۲۵ روپے

۴- ہم ماتم کیوں نہیں کرتے؟ اس میں شیعوں کی طرف سے ماتم کے اٹھارہ دلائل کا مدلل جواب دیا گیا ہے اور ردِ ماتم پر قرآن و سنت اور شیعہ کتب سے اٹھارہ ہی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ قیمت ..... ڈیڑھ روپیہ

۵- پاکستان میں کلمۂ اسلام کی تبدیلی کی خطرناک سازش: قیمت ۲۵ پیسے

۶- ایک غیر منصفانہ فیصلہ: قیمت

۷- اتحادی فتنہ: جس میں واضح کیا گیا ہے کہ کسی مرحلہ پر اہل سنت اور شیعہ کے درمیان اتحاد نہیں ہو سکتا۔ قیمت

۸۔ سُنّی مطالبات : ایک ہزار علماء کے دستخطوں سے شائع ہوا ہے جس میں بھٹو حکومت سے اہل سنّت کے مطالبات پیش کیے گئے تھے۔ قیمت

۹۔ تجلّیات صداقت پر ایک اجمالی نظر } اس کتاب میں تجلّیات صداقت کے خرافات کا مختصر جواب دیا گیا ہے ؛ قیمت ۵ روپے

۱۰۔ مودُودی عقائد و نظریات پر ایک تنقیدی نظر } زیر طبع

۱۱۔ مودُودی مذہب } اس کتاب میں مسئلہ عصمتِ انبیاء، مقام صحابہؓ اور دُوسرے عقاید کے بارے میں مودودی عبارات کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے۔ جیبی سائز بھی شائع ہو چکی ہے۔ قیمت ۳ روپے

۱۲۔ علمی محاسبہ : مفتی محمد یوسف مودُودی کے علمی جائزہ کے جواب کے جواب میں شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۱۲ روپے

۱۳۔ کھُلی چِٹھی : اس کتاب میں مفتی صاحب سے سات سوالات کیے گئے ہیں۔ قابل دید ہے۔ قیمت ۲ روپے
اعلیٰ ایڈیشن ۴/ ”

۱۴۔ احتجاجی مکتوب : بنام مولانا مفتی محمود صدر قومی اتحاد پاکستان۔
ہر پاکستانی کو چاہیئے کہ اس کا مطالعہ کرے۔ قیمت ۴/ ۱

۱۵۔ انتخابی موقف۔ تحفظ اسلام پارٹی قیمت ۳ روپے

۱۶۔ خدام اہل سنّت والجماعت کی دعوت۔ قیمت ۲۵ روپے

۱۷- خدام اہل سنت والجماعت کا موقف کیلنڈر کی شکل میں۔ قیمت ۵۰ پیسے
۱۸- مکتوب مرغوب، بنام سید نور الحسن شاہ صاحب صدر تنظیم اہل سنت قیمت ۵۰ پیسے

۱۹- کیا عورت سربراہ مملکت بن سکتی ہے! ایڈیشن ختم

۲۰- شرعی منشور: تحریک اہل سنت والجماعت پاکستان: ۵۰ پیسے

۲۱- سلاسل طیبہ: تصنیف لطیف حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ جو حضرت قاضی صاحب کے علمی مقدمہ کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔
قیمت: ۴ روپے مجلد پانچ روپے

۲۲- عقائد علمائے دیوبند: مقدمہ از حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ۔
قیمت: ساڑھے چار روپے۔

۲۳- گلدستہ حق چار یار: شان رسالت و مقام صحابہ پر بہترین نظموں کا مجموعہ: قیمت سوا روپیہ

۲۴- شیعوں اور مودودیوں سے اہلسنت کا اصولی اختلاف ہے، نہ کہ فروعی

۲۵- قادیانی دجل: قیمت چار آنے

۲۶- اہل سنت کے لئے ایک اور آزمائش۔ پمفلٹ

۲۷- چار اہم سنی قرار دادیں

۲۸- مولانا سید گل بادشاہ کا فتویٰ اور مودودی جماعت۔

۲۹۔ قرارداد مذمت : سنّی دشیعہ دینیات کمیٹی کا فیصلہ اہل سنت کے لئے ناقابل برداشت ہے : قیمت

۳۰۔ مودودی اسلام جمہوریت اور فلم سازی

۳۱۔ شیعہ دینیات منظور کرنے کے خلاف سُنّی مسلمانوں کی قرارداد مذمت

۳۲۔ جہلم میں مودودی صاحب کی آمد اور بحث سے انکار

۳۳۔ خود ساختہ کلمہ اسلام کے خلاف قراردادیں : قیمت

۳۴۔ سُنّی کیلنڈر : تحریک خدام اہل سنّت پاکستان کی طرف سے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے۔ امسال بھی کئی رنگوں میں منظرِ عام پر آرہا ہے۔ قیمت

۳۵۔ بیج حق چار یار رضؓ : مختلف ڈیزائنوں میں دستیاب ہیں۔ فریم سیشہ "حق چار یار رضؓ" آٹھ روپے۔

۳۶۔ عصمتِ انبیاء علیہم السلام و حرمت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر

خادم اہل سنّت والجماعت فیض الرحمٰن ناظم سُنّی دارالاشاعت

مسجد امدادیہ مرکزیہ مدرسہ اظہار الاسلام مندرہ روڈ چکوال